قاسم محمود احمد

مکاتیبِ جگن ناتھ آزاد بہ نام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

شاعری اور نثر کی طرح مشاہیر کے خطوط بھی ادبی سرمایے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی میں خطوط نے باقاعدہ ایک صنفِ ادب کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ چوں کہ خط بلا تکلف اور قلم برداشتہ لکھا جاتا ہے، اس لیے یہ زیادہ ثقہ ماخذ ہے۔ مکتوب نگار لگی لپٹی رکھے بغیر لکھتا ہے لہٰذا خط اس کی شخصیت کا صحیح آئینہ دار ہوتا ہے۔ خطوط میں علمی و ادبی مباحث کے علاوہ سوانحی و تنقیدی مواد بھی مل جاتا ہے جو سب سے زیادہ قابلِ بھروسا ہے۔ اردو ادب میں خطوط نگاری کی ایک مستحکم اور وقیع روایت موجود ہے۔ افسوس کہ فی زمانہ، سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی سے اس روایت کو خاصا ضعف پہنچا ہے۔ خدشہ ہے کہ چند ہی سالوں میں یہ عمدہ اور خوب صورت روایت ختم نہ ہو جائے۔ مشاہیر کے دستیاب خطوط نجی اور پبلک کتب خانوں میں موجود ہیں انھیں منظرِ عام پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ محفوظ ہو جائیں۔

جگن ناتھ آزاد (۱۹۱۸ء۔۲۰۰۴ء) معروف ادیب، شاعر، اقبال شناس، نقاد اور استادِ اردو زبان وادب۔ وہ معروف اردو شاعر تلوک چند محروم کے فرزند تھے۔ آزادی پہلے حکومتِ بھارت کے شعبۂ اطلاعات میں افسر رہے، پھر جموں یونیورسٹی میں بہ طور استاد اور صدرِ شعبۂ اردو خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی سے ان کا اوّلین رابطہ ۱۹۷۵ء میں ہوا۔ ان دنوں ڈاکٹر ہاشمی گورنمنٹ کالج سرگودھا سے بہ طور لیکچرر اردو وابستہ تھے۔ متعدد اقبالیاتی کانفرنسوں میں دونوں کا ساتھ رہا۔ مثلاً: حیدر آباد دکن، لاہور اور قرطبہ وغیرہ۔ آزاد جب بھی پاکستان آتے، ملاقات ہوتی۔ اس طرح یہ سلسلۂ ملاقات و مکاتبت آخر تک جاری رہا۔

۱۹۸۸ء میں ہاشمی صاحب نے ایم۔اے کی ایک طالبہ یاسمین کوثر سے ایک تحقیقی مقالہ جگن ناتھ آزاد بہ طور اقبال شناس لکھوایا۔ ڈاکٹر بشیر احمد نحوی کی مرتبہ کتاب فکرِ آزاد (اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، سری نگر ۲۰۰۶ء) میں ڈاکٹر ہاشمی کا ایک مضمون ''پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا اصل کارنامہ'' شامل ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ جگن ناتھ آزاد ایک روادار، بے تعصب اور وسیع القلب شخص تھے، شاید یہ اس گھرانے اور ماحول کا اثر تھا، جس میں وہ پروان چڑھے تھے۔ اقبال کے فکر و فن کو انھوں نے اس طور حرزِ جاں بنا لیا تھا کہ تقسیمِ ہند کے بعد،

جب بھارت میں، اقبال مخالف ماحول میں، اقبال کا نام لینا بھی ایک طرح سے جرم سمجھا جاتا تھا، آزاد نے اقبالیات کا علم بلند کیا۔ اقبال پر مضامین لکھے، لیکچر دیے، اور اقبال نمائشوں کا انعقاد کیا۔ اس کے نتیجے میں وہاں اقبال شناسی کے لیے فضا سازگار ہوگئی اور رفتہ رفتہ بھارت میں اقبال شناسی کی ایک تحریک نمودار ہوئی۔ علامہ اقبال کا سوسالہ جشنِ ولادت، دوبار منایا گیا۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر ہاشمی کے نزدیک پروفیسر آزاد کی ایک نمایاں ترین حیثیت اقبال شناس کی ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (پ: ۱۹۴۰ء) معلم، نقاد، محقق اور معروف اقبال شناس ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے بہ طور صدرِ شعبۂ اردو سبک دوش ہوئے۔ دو سال تک شعبۂ اقبالیات پنجاب یونیورسٹی سے بہ طور ایچ ای سی ایمی ننٹ پروفیسر منسلک رہے۔ اقبال اکادمی پاکستان لاہور کے تاحیات رکن ہیں۔ وہ تقریباً چالیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، علامہ اقبال: شخصیت اور فکر و فن، اقبال کی طویل نظمیں، تفہیم و تجزیہ، سرور اور فسانہ عجائب وغیرہ شامل ہیں۔

ذیل میں جگن ناتھ آزاد کے گیارہ خطوط بہ نام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان خطوط کی ترتیب تاریخ وار ہے۔ آخر میں حواشی و تعلیقات بھی دیے گئے ہیں۔

(۱)

۶-۶-۱۹۷۵ء

محترمی ہاشمی صاحب، تسلیم

عنایت نامہ ۳ رمئی کا موصول ہوا۔ سراپا سپاس ہوں۔ جواب میں تاخیر اس لیے ہوگئی ہے کہ ایک تو جب آپ کا خط یہاں آیا تو میں دہلی میں تھا۔ ابھی چند ہی روز ہوے ہیں، واپس آیا ہوں۔ اور پھر آتے ہی دفتر کے ہجومِ کار میں گھر گیا۔ اب قدرے فراغت نصیب ہوئی ہے۔

آپ کے عنایت نامے کے ساتھ ہی آپ کی بھیجی ہوئی دونوں کتابیں بھی موصول ہوئیں (اقبال کی طویل نظمیں[۱] اور ضیا بار[۲] کا اقبال نمبر) اس کرم فرمائی کے لیے تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

ع من بہ بوے مست و ساقی پر دہد پیمانہ ہا

ضیا بار کا اقبال نمبر کسی کالج میگزین کا نمبر معلوم نہیں ہوتا۔ یہ اس سے کہیں بلند پایہ کاوش ہے۔ مقالات کے حصے کی طرح حصۂ نظم بھی معیاری ہے۔ میری طرف سے مبارک باد وصول فرمایئے۔

اس شمارے کو دیکھ کے نہ جانے کتنی یادیں تازہ ہوگئیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ[۳] میرے استاد ہیں۔ کوئی بیس پچیس دن ہوئے ہیں ان کا عنایت نامہ موصول ہوا ہے۔ عبدالرحمٰن چغتائی[۴] اور حمید احمد خاں[۵]

سے خط و کتابت رہی۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی[6] کے ساتھ انجمن ترقیِ اردو کراچی کے دفتر میں کئی روز قیام کا موقع ملا۔ انجمن کی گولڈن جوبلی کے موقعے پر۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق[7] کے تعلقات والدِ محترم کے ساتھ بڑے دوستانہ تھے۔ ڈاکٹر وزیر آغا[8]، جعفر طاہر[9]، شیر افضل جعفری[10] میرے عزیز دوست ہیں۔ آپ نے کیا عمدہ محفل سجائی ہے۔

ع اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی

انور سدید صاحب[11] کا خط آپ کے خط کے ساتھ ہی میرے عریضے کے جواب میں ملا ہے۔ انھیں بھی آج خط لکھ رہا ہوں۔ (سب ڈویژن سے پہلے جو لفظ انھوں نے لکھا ہے نہیں پڑھا جا رہا ہے۔)

آپ کی تصنیف اقبال کی طویل نظمیں اس مدت میں، میں نے اپنی دفتری قسم کی مصروفیات کے باوجود اوّل سے آخر تک پڑھی ہے۔ میرے نزدیک یہ اقبالیات میں ایک گراں بہا اضافہ ہے۔ فنی تجزیے والے حصے مجھے خاص طور سے پسند آئے ہیں۔ آپ نے اس حصے میں شاعر اقبال کو جسے ہم بڑی حد تک فراموش کر چکے ہیں، از سرِ نو دریافت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

بدقسمتی سے یہاں ہم اس علمی و ادبی کام سے بڑی حد تک بے خبر ہیں جو پاکستان میں ہو رہا ہے۔ میں آپ کی ان تمام کتابوں ـــ۔ اقبال کے خطوط، کتابیاتِ اقبال اور ''اقبال کی موعودہ تصانیف''[12] کی اشاعت کا منتظر ہوں۔ خدا کرے جلد ان کے مطالعے سے شاد کام ہونے کا موقع ملے۔

''قومی زبان کراچی میں میرے متعلق کیا چھپا ہے یا میرے کون سے مقالات اس میں شایع ہوئے ہیں مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ آج کل قومی زبان کے اڈیٹر کون ہیں؟ میں انھیں لکھوں گا کہ قومی زبان حسبِ دستورِ سابق میرے نام جاری کر دیں۔

آپ کا مقالہ ''اقبال کے خطوط'' یہاں ہماری زبان میں شایع ہوا تھا۔ یہی میں آپ کی اجازت سے اپنی مجوزہ کتاب میں شایع کرنا چاہتا ہوں۔ کتاب کا نام فکرِ اقبال نئی روشنی میں (اس وقت تک۔ شاید بعد میں اس سے بہتر نام سامنے آ جائے۔)

اس خط کے ساتھ اقبال کا نمائش سے متعلق لٹریچر کا ایک حصہ آپ کو بھیج رہا ہوں۔ مل جائے تو اطلاع دے کر ممنون کریں۔

اقبال اور اس کا عہد[13] کی جلدوں کا انتظار رہے۔ ملنے پر بہ ذوق و شوق نذر کروں گا۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

مناسب یہی ہے کہ آپ انور سدید صاحب کا پتا اپنے خط میں مجھے لکھ دیں۔ سب ڈویژن سے پہلے کا لفظ میں نہیں پڑھ سکا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خط ان تک پہنچ ہی نہ سکے۔

پس نوشت:

اس خط کے ساتھ ایک فرمائش کر رہا ہوں۔ ع کرم ہائے تو ما را کرد گستاخ

علامہ اقبال کا خطبۂ صدارت (آل انڈیا مسلم لیگ سیشن الہ آباد میرے پاس مکمل صورت میں نہیں ہے۔ بڑی کوشش کی یہاں نہ کہیں الگ چھپا ہوا ملا نہ کسی کتاب میں شامل نظر آیا۔ اگر آپ کی عنایت سے مل جائے تو آپ کا احسان ہو۔

آزاد

(۲)

۱۵۔۰۲۔۱۹۷۷ء[۱]

برادرِ عزیز، تسلیم

عنایت نامہ ملا۔ سراپا سپاس ہوں۔

یہاں آتے ہی مصروفیات نے گھیر لیا۔ چاروں طرف سے اقبال صدی تقاریب کے دعوت نامے چلے آرہے ہیں۔ (ہمارے ہاں اقبال صدی کا سال ۷۳ء سے شروع ہوا تھا اور ابھی تک چل رہا ہے۔ اسی سے ہمارے تصورِ زماں کا اندازہ کر لیجیے)

لاہور سے واپسی پر جن مقامات پر جا چکا ہوں، محض اقبال صدی میں شرکت یا صدارت کے لیے، ان کی فہرست یہ ہے: بھیونڈی۔ بمبئی۔ جل گاؤں۔ جبل پور۔ لکھنؤ۔

جن اجلاس میں شرکت سے معذرت کی ہے، ان کی فہرست یہ ہے: کلکتہ، مدراس، کھنڈوہ، بیگد سرائے، ٹانڈہ، الہ آباد، کان پور، اٹاوہ (پوری تعداد یاد نہیں رہی۔)

جہاں جانے کے لیے پا بہ رکاب ہوں: بھوپال، ونیم باڑی (مدراس)،، دھارواڑ (کرناٹک)

جن ریڈیو اسٹیشنوں اور ٹیلی ویژن سنٹروں نے اقبال صدی تقاریب پاکستان کے متعلق میرے تاثرات یا تقریریں یا انٹرویو ریکارڈ یا نشر کیے ہیں وہ یہ ہیں۔

ریڈیو کشمیر جموں	انٹرویو	(حکیم منظور[۲] نے انٹرویو لیا)
ریڈیو کشمیر سری نگر	تقریر	
آل انڈیا ریڈیو، بمبئی	انٹرویو	(ظ۔ انصاری[۳] نے انٹرویو لیا)

آل انڈیا ریڈیو، جبل پور	انٹرویو	(نازش پرتاب گھڑی نے لیا)
آل انڈیا ریڈیو، لکھنؤ	انٹرویو	(رتن سنگھ نے انٹرویو لیا)
ٹیلی ویژن سنٹر، لکھنؤ	انٹرویو	(رام لال نے انٹرویو لیا)
اکسٹرنل سروسز ڈویژن، نئی دہلی	بیان۔ تین منٹ کا۔ خبروں میں شامل کرنے کے لیے	

گویا

؎ گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

اقبال صدی تقاریب پاکستان کے متعلق میرے مقالات جن اخبارات میں شایع ہوئے

1.*National Herald, Lucknow*

2.*Youth Times, Bombay*

اور غالباً ایک مقالہ پاکستان ٹائمز (۲۶ جنوری) میں بھی شایع ہو چکا ہے۔ عنوان مندرجہ ذیل میں سے ایک ہوگا۔

On Return From Pakistan

یا

Iqbal International Congress ----A Retrospect

کیا مقالہ آج کل میں شایع ہو رہا ہے۔

اگر یہ مقالہ واقعی چھپ گیا ہے تو آپ کی طرف سے اس کے تراشے کا انتظار ہے۔ آپ نے نوائے وقت کے ادبی اڈیشن کا ذکر کیا ہے۔ نظم اور تصویر وغیرہ کا۔ میں نے نہیں دیکھا۔ جناب عطاالحق قاسمی[۴] نے لکھا ہے کہ جس دن میں لاہور سے روانہ ہوا اسی دن سے ''نوائے وقت'' میرے نام جاری کر دیا گیا ہے۔ لیکن مجھے ابھی تک ایک شمارہ بھی نہیں ملا۔

تصویروں کی حسرت دل میں رہ گئی۔ ایک بھی نہ ملی۔ بالخصوص جن تصویروں کا میں آرزومند ہوں وہ یہ ہیں۔ شاہی مسجد والی تصویر[۵]۔ منیرہ[۶] کے گھر کی تصویر اور جاوید منزل والی تصاویر۔ جاوید[۷] یہاں آئے تھے۔ ان کے ساتھ ملاقاتیں رہیں لیکن تصویروں کی بابت کہنا بھول گیا۔ اب منیرہ کو براہِ راست خط لکھوں گا۔ از راہِ کرم میاں امیر الدین[۸] کے گھر کا پتا لکھ کے ممنون کریں۔ (شاہی مسجد والی تصویر بڑی تاریخی اہمیت کی حامل ہے)

عبدالقوی دسنوی صاحب کو کتابوں کا پیکٹ موصول ہو گیا ہے[9]۔ ان کا ایک آدمی دہلی میرے بیٹے کے یہاں آیا تھا کتابوں کا پیکٹ اس کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک دسنوی صاحب نے رسید نہیں بھیجی۔ میں نے انھیں شکایت کا ایک خط لکھا ہے۔ بہر طور اب تو میں بھوپال جا ہی رہا ہوں۔ ۲۳، ۲۴ر فروری کو وہاں سیمینار ہے اور ۲۵ کی رات کو مشاعرہ۔

۳ر مارچ کو دوبارہ پاکستان آنے کا پروگرام شاید نہ بن سکے۔ ابھی تک میاں منظر بشیر[10] کی طرف سے رسمی دعوت نامہ نہیں ملا۔ اس رسمی دعوت نامے کے بغیر ویزا اور ریزرونگ کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اب تو خیر معاملہ یہ ہے کہ میں یکم، دوسری اور تیسری مارچ کی تاریخیں کرناٹک آرٹس کالج دھارواڑ کو دے چکا ہوں۔ مقالے کے علاوہ اس پروگرام میں میری ایک تقریر کا عنوان ہے اقبال عالمی کانگرس پاکستان (لاہور اور سیالکوٹ)۔

اور اب پاکستان میں آٹھ دس روز کے لیے نہیں بلکہ کم از کم پندرہ روز کے لیے آنا چاہتا ہوں۔ یہ بات صرف موسمِ گرما کی تعطیلات ہی میں ممکن ہے۔ بہر طور دیکھیے کبھی نہ کبھی آنے کی صورت پیدا ہو ہی جائے گی۔

اقبال اور اس کا عہد تو اس وقت تک پاکستان میں چھپ گئی ہو گی۔ قوسین کی طرف سے چھپ رہی تھی اور چودھری ریاض[11] (فرزندِ چودھری نذیر احمد[12]) نے بتایا تھا کہ چند روز میں چھپ کر آنے والی ہے۔ اب یہ کتاب میں آپ کو کیا بھیجوں۔ آپ ہی اس کا لاہور اڈیشن مجھے بھیجیں۔ اقبال اور کشمیر رجسٹری کے ذریعے بھیج رہا ہوں۔

شعری مجموعوں کے متعلق مجھے بھی حیرت تھی کہ آپ نے فرمائش کیوں نہ کی۔ اس وقت میرے پاس ایک ہی مجموعہ ہے وطن میں اجنبی اس کی ایک جلد اقبال اور کشمیر کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ خدا کرے پیکٹ آپ کو موصول ہو جائے۔ اقبال کانگرس کے بارے میں آپ نے مضمون کی فرمائش کی ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں نے ایک طویل مقالے کی جو بعد میں کتاب بن سکتا تھا، ابتدا لاہور ہی میں کر دی تھی۔ وہاں یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے صبح ۹ بجے سے قبل مقالہ نگاری ممکن نہیں تھی۔ یہاں واپس آنے کے بعد تو ان نامکمل اوراق کو دیکھنے کی فرصت نہیں ملی۔ اب صورت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات جن کی اس قسم کے مقالوں میں بڑی اہمیت ہوتی ہے، حافظے سے نکلے چلے جا رہے ہیں۔ دیکھیں کب اسے دوبارہ ہاتھ لگانے کا موقع ملے۔ ویسے فرمائشی انداز کے مقالے تین لکھے ہیں جن کا ذکر اسی خط میں کر چکا ہوں۔ اردو میں ایک مقالہ ''آج کل'' کے لیے لکھا ہے۔ ''آج کل'' کا اپریل کا شمارہ بھی غالباً اقبال نمبر ہوگا۔ اسی میں چھپے گا۔ آپ کو یہ شمارہ ہی بھجوا دوں گا۔

کتابیاتِ اقبال آپ نے جس محنت سے مرتب کی ہے اس کے بعد میں اس میں کیا اضافہ کر سکوں گا۔ ہاں ہماری زبان میں اس پر تبصرہ کرنے کا ارادہ ہے۔ ذرا جم کے بیٹھنے کا موقع ملے تو اس پر اور دو ایک اور کتابوں پر لکھنے کا خیال ہے۔

امید ہے کہ آپ ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: منسلکہ تراشے میں ایک چیز آپ کے کام کی ہے۔ اقبال کی نظموں کا سنسکرت میں ترجمہ۔

(۳)

۱۹۔۰۹۔۱۹۷۷

محبِ گرامی قدر ہاشمی صاحب، تسلیم

آپ کی طرف سے عمدہ ۔۔۔ گراں قدر تحائف ملے ۔۔۔ اقبال بہ حیثیتِ شاعر[۱]، اقبال کی طویل نظمیں، کتبِ اقبالیات [۲]، اسلامک ایجوکیشن [۳] کے تین شمارے اور میری طرف سے صدائے برنخاست۔ میں اپنی اس مجرمانہ خاموشی پر نادم ہوں اور معافی کا خواست گار ۔۔۔ لیکن

ع ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

۱۔ مئی میں والدہ کا انتقال ہوا۔ میں دہلی میں تھا۔ اقبال نمائش کی تشکیلِ نو کے سلسلے میں۔ وہاں ٹیلی فون پر اس حادثۂ جاں کاہ کی اطلاع ملی۔ انھی قدموں واپس آیا۔ آج پانچ ماہ ہونے کو آئے ہیں۔ طبیعت اسی طرح مضمحل ہے۔

۲۔ اس دوران میں پریس انفارمیشن بیورو کو چھوڑ کر جموں یونیورسٹی میں آنے کی صورت پیدا ہوئی۔ اس صورتِ حال نے پریس انفارمیشن بیورو میں ایک ماہ صبح سے رات تک مصروف رکھا۔ ادھر دہلی میں اقبال صدی کے کام کی مصروفیات، ادھر سری نگر میں دفتری مصروفیات ۔ گویا عجیب ناقابلِ بیان مصروفیت کا عالم رہا۔ مختصر یہ کہ ۲۹ر جولائی کو رات گیارہ بجے سری نگر میں پریس انفارمیشن بیورو کا چارج دیا اور یکم اگست کو یہاں اپنے نئے عہدے کا چارج لیا [۴]۔ اِس وقت اُس دور سے گزر رہا ہوں جسے Settling down process کہتے ہیں۔ بہر طور اب میں آپ کی برادری میں شامل ہو گیا ہوں۔ آپ سے میں یوں بھی دور نہ تھا۔

۳۔ اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ آپ کی یونیورسٹی میں ایم۔فل (اردو) یا ایم۔لٹ (اردو) کی کلاسز ہیں؟ اگر ہیں تو ان کا سلیبس بھجوا کر ممنون کریں۔ میرے نئے پتے پر۔

۴۔ ہاں یاد آیا، اقبال بہ حیثیت شاعر میں اپنا مقالہ دیکھ کر۔ شاید آپ کی نظر سے اقبال اور اس کا عہد کا تیسرا اڈیشن نہیں گزرا جس میں اقبال کی شاعری پر میں نے مسجدِ قرطبہ کی زیارت کرنے کے بعد حواشی دیے ہیں۔ افسوس کہ یہ ایڈیشن اب میرے پاس بھی نہیں ہے۔ لیکن غالباً جموں یونی ورسٹی کی لائبریری میں ہوگا اسے نکلوا کے میں اس کتاب کو دوبارہ مرتب کروں گا۔ میرے عزیز دوست چودھری نذیر مرحوم کے فرزند ریاض چودھری نے مجھے لکھا ہے کہ وہ اس کتاب کو پاکستان سے شایع کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ابھی بر بنائے مصروفیت انھیں جواب نہیں دیا۔ ذرا فرصت ملے تو انھیں لکھوں گا کہ بہ شوق شایع کریں۔ لیکن میری طرف سے بعض صفحات ترمیم شدہ صورت میں میں موصول ہونے پر کتابت شروع کرائیں۔

۵۔ Islamic Education کے مذکورہ بالا تینوں شمارے معلومات کا خزانہ ہیں۔ اس میگزین کے بعض اور شمارے بھجوا کر ممنون کریں۔

۶۔ غالباً کتابیاتِ اقبال، کتبِ اقبالیات [۵] سے مختلف کتاب ہے۔ امید کہ آپ اس وقت تک اس کی ترتیب سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ جب یہ چھپ جائے تو اس کی ایک کاپی مجھے ضرور بھجوایے۔

۷۔ حسب الارشاد اقبال اور مغربی مفکرین کی ایک جلد اقبال یا اقبال ریویو کے لیے بھیج رہا ہوں۔ مل جائے تو مطلع فرما کر ممنون کریں۔ یہ آپ کی اپنی مرضی پر ہے، جس جریدے میں چاہیں تبصرہ کر دیں میں تو آپ کے قلم سے تبصرہ دیکھنے کا متمنی ہوں۔

۸۔ بچوں کا اقبال، اقبال اور کشمیر اور حیاتِ محروم ۔۔۔ ابھی تک تینوں یہ پریس میں ہیں۔ کیا بتاؤں ناشرین حضرات کس قدر پریشان کرتے ہیں۔ (اقبال کی کہانی چھپ گئی ہے۔ آپ کو بھیج رہا ہوں)۔

۹۔ آپ نے بعض کتابوں کے ناشرین، صفحات، سنینِ اشاعت اور ابواب کی تفصیل طلب فرمائی ہے۔ حاضر ہے [۶]

(۱) اسرارِ اقبال۔ مصنف: حسین مہدی رضوی۔ ناشر: عاصم بہاری پبلی کیشنز مراد آباد (تبصروں کے ساتھ علامہ اقبال کی مثنوی اسرارِ خودی کا اردو میں منظوم اور معنوی ترجمہ) ۱۹۷۵ء۔ مطبع ناظم پریس رام پور بارِ اوّل ۷۵۰۔ دوسرا اڈیشن ۱۹۷۶ء دو ہزار قیمت فی جلد ۱۱ روپے۔ صفحات کی تعداد ۱۸۸، ابواب کی تعداد ۲۲۔

(۲) اقبالِ سخن۔ پہلا اڈیشن: ۱۹۵۳ء، دوسرا اڈیشن: ۱۹۵۳ء تعدادِ ابواب

: ۱۷۔ منظوماتِ اقبال: ۵۔ ناشر: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس چار کمان حیدر آباد دکن۔ تعداد صفحات ۸۷ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

(۳) اقبال اور عظمتِ آدم۔ قدیر امتیاز۔ ناشر شالیمار پبلی کیشنز نیا ملک پیٹ حیدر آباد تعداد ابواب ۱۰۔ اقبال کی غزلیں ۱۱ صفحات ۱۱۲ قیمت درج نہیں۔

آئینۂ اقبال۔ (تضمیناتِ کلامِ اقبال) ڈاکٹر منشا الرحمٰن خان منشا۔ اشاعتِ اوّل: ۱۹۷۳ء۔ ایک ہزار۔ ناشر ایاز الرحمٰن خان۔ (غالبًا فرزندِ مصنف ہے، دوسرے لفظوں میں مصنف نے خود یہ کتاب چھاپی ہے۔) قیمت ۴ روپے، تعدادِ صفحات ۱۵۴،

(۴) تصوفِ اقبال: (ڈاکٹر حبیب النسا بیگم) میری نظر سے نہیں گزری۔

ان کتابوں کے علاوہ بعض اور کتابوں کے نام یہ ہیں۔

اقبال اور انسان (اشفاق حسین)، طلوعِ مشرق (علامہ کے منتخب فارسی کلام کا منظوم ترجمہ۔ مترجم: مضطر مجاز)، فلسفۂ شاعری اور اقبال (ظفر احمد صدیقی)۔ شیرازہ (ہندی) اقبال نمبر۔ شیرازہ (کشمیری) اقبال نمبر۔ فکرِ اقبال (مرتبین: ڈاکٹر عالم خوند میری اور ڈاکٹر مغنی تبسم، ناشر کل ہند اقبال صدی تقاریب کمیٹی حیدر آباد۔)، ہما (ماہ نامہ کا اقبال نمبر)، ہما (ماہ نامہ کا اقبال صدی نمبر)، فکرِ اقبال کا تدریجی انقلاب (سردار احمد علیگ)، اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ (ساحل احمد)، تنقیدِ اقبال اور دوسرے مضامین (ڈاکٹر عبدالحق، دہلی یونیورسٹی)۔ اقبال پر ہمہ جہتی مذاکرہ (جواہر لال نہرو یونی ورسٹی اور دہلی یونیورسٹی) Multi Diciplinary Approach to Iqbal (جواہر لال نہرو یونی ورسٹی اور دہلی یونیورسٹی)، روحِ اسلام اقبال کی نظر میں (ڈاکٹر غلام عمر خان)، اقبال کا تصورِ عشق (ڈاکٹر غلام عمر خان)، اقبال کا تصورِ خودی (ڈاکٹر غلام عمر خان)۔ ان کتابوں کی تفصیل اگر درکار ہو تو لکھیے میں آپ کو بھجوا دوں گا۔

۱۰۔ ایک زحمت آپ کو دے رہا ہوں۔ ازراہِ کرم پاکستان کے بعض اچھے معیاری جرائد کے نام پتے اور ان کے سالانہ چندے سے مطلع فرمائیں۔ ہم لوگ اپنی یونیورسٹی کے لیے حکومتِ ہند کی وساطت سے خریدنا چاہتے ہیں۔ بعض عمدہ اداروں کی تازہ ترین فہرستیں کتابوں کی بھی بھجوائیں۔ مثلاً اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال، ادارہ فروغِ اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز، فیروز سنز وغیرہ۔

۱۱۔ کل وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف سے علامہ اقبال کانگرس میں شرکت کا دعوت نامہ ملا۔ کانگرس ۲ دسمبر سے شروع ہے۔ ہم لوگوں سے کہا گیا ہے کہ یکم دسمبر تک پہنچ جائیں۔

دعوت نامے کو لاہور سے جموں پہنچنے میں ۲۶ دن لگے ہیں۔ اگر میرا جواب بھی اسی رفتار سے لاہور تک پہنچا تو شرکت کے مشکوک ہونے کا اندیشہ ہے۔ مجھے دعوت نامہ پرسوں ملا۔ آج میں جواب لکھ رہا ہوں کہ حاضر ہوں گا۔ سوچتا ہوں تار دے دوں تاکہ انھیں وقت پر اطلاع مل جائے۔ ان چھبیس دنوں میں نہ مقالے کا ڈول ڈالا جا سکتا تھا۔ بہر طور اب بھی حسبِ فرمائش مقالہ لکھنے کی کوشش کروں گا۔

خط بہت طویل ہو گیا ہے۔ معافی کا خواست گار ہوں۔ دراصل آپ کے ساتھ باتیں کرنے کا موقع بہت دنوں کے بعد ملا۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

(۴)

۰۸۔۱۰۔۱۹۷۷

برادرِ عزیز ہاشمی صاحب! تسلیم

عنایت نامہ ۲۳ر ستمبر کا آج ملا۔ مقامِ حیرت ہے کہ نہ میرا وہ طویل خط آپ کو ملا ہے جو میں نے کوئی ایک ماہ ہوئے آپ کو لکھا تھا۔ اور نہ ہی وہ رجسٹرڈ پیکٹ آپ کو ملا ہے جس میں اقبال اور مغربی مفکرین کی دو جلدیں تھیں اور ایک جلد اقبال کی کہانی کی۔

خط لکھنے کی صحیح تاریخ تو یاد نہیں لیکن رجسٹری سے جو پیکٹ بھیجا ہے اس کی رسید کاغذوں میں کہیں مل جائے گی۔ ملنے کے بعد ڈاک خانے والوں کو خط لکھوں گا۔

اپنے طویل خط میں میں نے

(۱) جموں یونیورسٹی میں آنے کی اطلاع دی تھی

(۲) اقبال کے متعلق ان تمام کتابوں کی پوری تفصیل لکھی تھی جن کی فہرست آپ نے بھیجی تھی۔

(۳) اپنی والدۂ محترمہ کے انتقال کی اطلاع دی تھی

(۴) اتنی مدت تک خط نہ لکھنے کی وجہ بیان کی تھی اور معذرت پیش کی تھی۔

(۵)ایم۔فل اردو اور ایم۔لٹ اردو کے نصاب کے متعلق آپ سے پوچھا تھا۔

اور نہ جانے خط میں کیا کیا کچھ تھا۔اس وقت کہاں یاد۔ پانچ سات صفحات پر مشتمل خط تھا۔

جب میں سری نگر میں تھا تو وہاں یہ شکایت کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی کہ میرا خط پاکستان میں کسی دوست کو نہ ملا ہو۔ یہاں صورتِ حال کافی عجیب وغریب نظر آ رہی ہے۔گزشتہ ایک ماہ کی مدت میں پاکستان سے آئے ہوئے تمام خطوط کا جواب دیا۔اکثر احباب کو اپنی کتابیں رجسٹری سے بھیجیں۔بعض احباب کو از خود خطوط لکھے۔کہیں سے کسی خط کا جواب یا رسید نہیں ملی۔اس وقت پوری طرح یاد بھی نہیں کہ کن کن حضرات کو خطوط لکھے ہیں۔چند نام جو یاد آ رہے ہیں یہ ہیں۔آپ کے علاوہ

ا۔ڈاکٹر سید محمد عبداللہ ۲۔طفیل[1]، مدیرِ نقوش (دو خطوط) ۳۔ڈاکٹر عبادت بریلوی[2] ۴۔اقبال جاوید گجرانوالہ (گورنمنٹ کالج) انھیں کتابیں بھیجی ہیں۔اپنی اور والد محترم کی[3] ۵۔خواجہ حمید الدین شاہد[4] کراچی ۶۔ثناء اللہ خان شروانی، ۱۵۰ انار کلی لاہور۔ یہ میرے عزیز دوست ہیں لڑک پن کے زمانے کے ۷۔ اڈیٹر پاکستان ٹائمز راولپنڈی۔انھیں اقبال نمبر کے لیے مقالہ بھیجا ہے۔۸۔ وائس چانسلر[5] پنجاب یونیورسٹی لاہور (اقبال کانگرس میں شمولیت کے دعوت نامے کے جواب میں) جناب خیرات محمد ابنِ رسا، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور (چیرمین کانگرس انٹرنیشنل علامہ محمد اقبال) کو جو خطوط میں نے لکھے ہیں ان کی تاریخیں میرے پاس درج ہیں۔ حیرت ہے ان کی طرف سے بھی جواب نہیں آیا۔انھیں جو تار اور خطوط میں نے لکھے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

تار	۱۴ر ستمبر ۷۷ء	(دعوت نامے کی رسید)
خط	۱۵ر ستمبر ۷۷ء	(دعوت نامے کے جواب میں)
اقبال پر اپنی تصانیف	۱۷ر ستمبر ۷۷ء	
Biodata	۱۹ر ستمبر ۷۷ء	(انھوں نے طلب فرمایا تھا)

اگر یہ خط آپ تک پہنچ جائے تو از راہِ کرم آپ رسا صاحب کو صورتِ حال سے مطلع کریں اور ان سے کہیں کہ آپ کا پہلا دعوت نامہ ۲۲ر اگست کا مجھے ۱۴ ستمبر کو ملا۔اوپر دی ہوئی تفصیل کے مطابق اس کے جواب دیے۔ان میں سے کسی کی رسید آپ کی طرف سے نہیں ملی۔لیکن کل ۱۷ر اکتوبر کو اسی عبارت کا دعوت نامہ جس پر وہی تاریخ ۲۲ر اگست درج ہے، منسٹری آف ایکسٹرنل افیرز حکومتِ ہند کے ایک خط کے ساتھ موصول ہوا۔منسٹری آف ایکسٹرنل افیرز کے خط میں یہ عبارت درج ہے۔

To
Mr. Jagan Nath azad,
Head of Urdu Department,
University of jammu.
jammu (J & K).
Dear Sir,
Enclosed here with is an open envelope addressed to you, received from the Embassy of Pakistan, New Delhi.

Yours Faithfuly.
Sd
Government of India

اورلطف کی بات یہ ہے کہ مذکورہ open envelope پر جو پتا لکھا ہے وہ پھر وہی پرانا پتا ہے یعنی

Mr. Jagan nath azad
Director Information,
Srinagar Kashmir.

گویا ایک عجیب تماشا ہے۔۔۔لاہور سے مجھے خط مل رہے ہیں اور میرا خط لاہور تک نہیں پہنچ رہا ہے۔ایک مہینے کے بعد بھی اگر دعوت نامے پر سری نگر کا پتا لکھا جا رہا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میرے خطوط اقبال انٹرنیشنل کانگرس لاہور تک نہیں پہنچ رہے ہیں۔ ہاں اس نئے دعوت نامے میں ایک فقرے کا اضافہ ہے اور وہ یہ ہے:

P.S. you will be the guest of the congress during your stay in Pakistan.

لیکن اس فقرے سے یہ ثبوت بہم نہیں پہنچتا کہ میرے خطوط اقبال کانگرس کے دفتر کو مل چکے ہیں۔ اقبال انٹرنیشنل کانگرس کے دفتر سے خطوط اور bio-data کی رسید آ جاتی تو مجھے اطمینان ہو جاتا اور میں اپنی توجہ ویزا وغیرہ بنوانے کی طرف مبذول کرتا۔

خدا کرے یہ خط آپ کو مل جائے تا کہ خط کتابت کا ٹوٹا ہوا رشتہ استوار ہو سکے
امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

پس نوشت:۔

یہ تو بتانا بھول ہی گیا کہ اقبال بہ حیث شاعر موصول ہو چکی ہے۔اس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔اس کی رسید میں پہلے ہی اس خط میں بھیج چکا ہوں جس کا ذکر کیا ہے۔

اس کتاب کو ہم نے ایم۔فل (اردو) کی Recomended Books میں شامل کیا ہے۔ کتاب کی کم از کم چار جلدیں درکار ہیں۔کیا کیا جائے۔اس مسئلے کو حل کرنے کی بھی کوئی صورت پیدا کیجیے۔آپ نے مرزا ظفر الحسن صاحب مدیرِ غالب کا ذکر کیا ہے۔اس سے یاد آیا کہ گزشتہ ماہ جن احباب کو خطوط لکھے ہیں ان میں مرزا ظفر الحسن بھی شامل ہیں۔۔۔اور ڈاکٹر وزیر آغا بھی۔ظفر الحسن صاحب[۶] کا ایک خط زمانہ ہوا ملا تھا جس میں انھوں نے میرے مقالے جاوید نامہ کے انگریزی ترجمے کی رسید دی تھی اور لکھا تھا کہ آئندہ شمارے میں شایع ہو رہا ہے۔یہ ''آئندہ شمارہ'' ابھی تک نہ ملا۔انتظار میں آنکھیں پتھرا گئیں۔ہاں ان کی طرف سے بھیجی ہوئی فیض صاحب[۷] کی تصویر ملی تھی۔۔۔فیض کی پیاری تحریر کے ساتھ۔غالب کے دو شمارے مجھے ملے تھے۔اس کے بعد سناٹا چھا گیا اور اب صورتِ حال یہ کہ ع اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی۔

آزاد

شعبہ اردو، جموں یونیورسٹی، جموں کوی۔

(۵)

۲۳ر اکتوبر ۷۷ء

برادرِ عزیز، منسلکہ خط ابھی ڈاک میں نہیں ڈالا تھا کہ اقبال سیمینار میں شرکت کے سلسلے میں سری نگر کا سفر درپیش آیا سرور صاحب[۱] وہاں پروفیسر اقبال چیئر ہیں۔انھوں نے اس سیمینار کا انعقاد کیا تھا۔باہر سے مولینا سعید احمد اکبر آبادی[۲]، ڈاکٹر عالم خوند میری[۳] اور یہ خاکسار شریک ہوئے۔پروفیسر اسلوب احمد انصاری[۴] بھی مدعو تھے لیکن وہ پہنچ نہ سکے۔اس دوران اُن کا عنایت نامہ ۳ر اکتوبر کا موصول ہو چکا ہے۔دراصل یہ سری نگر روانہ ہونے سے قبل ہی موصول ہو گیا تھا۔کانگرس انٹرنیشنل علامہ محمد اقبال (لاہور) کو بھی میرا خط مل گیا ہے اب کے جواب کے جی صادق[۵] کی طرف سے ملا ہے۔اب گویا جواب میرے ذمے ہے۔

آپ کی طرف سے بھیجی ہوئی کتابوں کی فہرستیں بھی ملی ہیں۔سراپا سپاس ہوں۔شیخ محمد بشیر اینڈ سنز کی فہرستِ کتب میں ایم۔اے (فارسی) کے چھٹے پرچے میں ایک کتاب اقبال شناسی[۶] کے نام سے ہے۔یہ کس کی کتاب ہے؟ یہاں سردار جعفری[۷] نے اس نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔اقبال باکمال کا مصنف[۸] کون ہے؟ یہ بھی میرے لیے ایک نئی کتاب ہے۔شیخ محمد بشیر اینڈ سنز کی جو فہرستِ کتب آپ نے بھیجی ہے یہ ۷۳ء کی ہے۔۱۹۷۷ء کی فہرستِ کتب بھجوائیے۔

پرسوں میں سری نگر جا رہا ہوں، میری نئی کتاب اقبال اور کشمیر کلچرل اکیڈمی کی طرف سے ریلیز ہو رہی ہے۔ ۲۵ کو جاؤں گا۔ ۲۷ کو واپس اور ۲۸ کو دہلی روانہ ہو جاؤں گا۔ اسی روز وہاں اقبال صدی تقاریب کمیٹی کی ایگزیکٹو کی میٹنگ ہے۔ ۲۹ کو صدی تقاریب کی ابتدا ہو رہی ہے۔ خطوطِ اقبال[۹] مجھے مل چکی ہے۔ تہِ دل سے شکرگزار ہوں۔ شاید پچھلے خط میں اس کی رسید دینا بھول گیا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔

اقبال اور کشمیر سری نگر میں چھپی ہے۔ تین چار روز ہی ہوئے ہیں۔ آپ کی جلد میرے ذمے ہے۔ حسبِ دستور آپ کو رجسٹری کے ذریعے سے بھیجوں گا۔ آپ کی کتاب اقبالیات[۱۰] کے لیے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ناشر: میر زعلی محمد اینڈ سنز، بک سیلرز اینڈ پبلشرز لال چوک سری نگر

قیمت: پندرہ روپے

عنوانات ِابواب:

۱۔ حرفِ اوّل	۲۔ اقبال اور کشمیر	۳۔ کلامِ اقبال کے اوّلین جوہر شناس
۴۔ کشمیری میگزین	۵۔ مشاہیرِ کشمیر	۶۔ اقبال کے خطوط محمد الدین فوق کے نام
۷۔ انجمن کشمیری مسلمانانِ لاہور	۸۔ اقبال اور مولوی احمد دین	۹۔ اقبال کا سفرِ کشمیر
۱۰۔ دو غیر معروف نظمیں	۱۱۔ سیاسیاتِ کشمیر	۱۲۔ کشمیر کمیٹی ۱
۱۳۔ کشمیر کمیٹی ۲	۱۴۔ نیٹشے سے غنی کاشمیری تک	۱۵۔ امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی
۱۶۔ شاہ ہمدان کے حضور میں	۱۷۔ ملّا زادہ ضیغم لولابی	۱۸۔ ہزاروں خواہشیں ایسی

تعداد صفحات: (غالباً ۲۲۰) صحیح تعداد یاد نہیں رہی کیوں کہ کتاب سامنے نہیں ہے۔ سری نگر میں چند کاپیاں ملی تھیں دوستوں کی نذر ہو گئیں۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: صحیفہ کے وہ شمارے نہ ملے جن میں اقبال اور کشمیر کے عنوان سے مقالات شایع ہوئے ہیں۔ ان کی نقول ہی بھجوا دیجیے یا فوٹو اسٹیٹ کاپی۔

۲۔ والدِ محترم کی کتاب رباعیاتِ محروم کا تیسرا ایڈیشن میں نے ۷۳ء میں مرتب کیا تھا۔ میں سری نگر میں تھا۔ کتاب میری غیر حاضری میں چھپی اور میرے ہاتھ نہ آسکی۔ اب اس کی چند جلدیں دفتری کے ہاں سے دستیاب ہو گئی ہیں۔ سلائی، کٹائی اور جلد بندی کے بغیر اسی حالت میں رجسٹری کے ذریعے سے ایک جلد

نذر کر رہا ہوں۔ آپ جس طرح کی جلد چاہیں بنوالیں۔ آپ کے پاس بیگم حمیدہ سلطان احمد کی کتاب جگن ناتھ آزاد اور اس کی شاعری تو ہے نا؟

۳۔ آپ کی کتاب خطوطِ اقبال یہاں چھپ گئی ہے۔ میں نے دیکھی نہیں لیکن اس کا اشتہار اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔

والسلام

آزاد

(٦)

۱۲۔۱۲۔۷۷

برادرِ عزیز، تسلیم

آج صبح میں یہاں انتہائی خوش گوار یادوں کا خزانہ لیے پہنچ گیا ہوں۔ ع

اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی!

اس سفر کا حاصل کئی ابعاد پر مشتمل ہے۔ اور ایک بعد (dimention) یہ ہے کہ آپ سے ملاقات کی دیرینہ آرزو پوری ہوگئی۔

یہ خط میرے یہاں پہنچنے کی اطلاع ہے۔ مفصل خط آپ کو پھر لکھوں گا۔

خلافِ مزاج میں نے آپ کے خطوط ڈاک میں ڈالنے سے قبل پڑھ لیے ہیں اس لیے کہ پیکٹوں کی تعداد خطوط کی تعداد سے کم تھی۔ شانتی رنجن بھٹا چاریہ[۱] کے لیے خط بھی ہے اور لفافہ بھی۔ شبنم سبحانی[۲] کے لیے بھی دونوں چیزیں ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحق[۳] کے لیے تو صرف خط ہے۔ لفافے کا ذکر ہی نہیں۔ لیکن دسنوی صاحب کے خط میں کتابیاتِ اقبال اور فہرست کا ذکر ہے۔ ان کے کیے تو ایسا کوئی پیکٹ نہیں۔ بہر طور خط میں نے ان کو بھیج دیا ہے۔ اب ایک بار اپنی کتابوں کو دوبارہ دیکھوں گا کہ کہیں غلطی سے یہ میری کتابوں میں شامل نہ ہوگئی ہوں۔ اگر آپ نے پیکٹ دیا ہے تو اس غلطی کا امکان نہیں۔ اگر کھلی کتابیں دی ہیں تو امکان ہے۔ بہر طور اوّلین فرصت میں دیکھوں گا۔ اگر نکل آئیں تو دسنوی صاحب کو بھیج دوں گا۔ ورنہ یہ کام پاکستان کے دوسرے سفر تک ملتوی رہا۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: آپ سرگودھا میں ہیں اور میرا ایک کام لاہور میں اٹک گیا ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں کچھ کر سکیں تو کریں۔

۱۔ ۲ر دسمبر کو ایک فوٹو گرافر نے جاوید منزل میں میری دو ایک تصویریں لی تھیں یہ مل جائیں تو لے کے بھجوایے۔

۲۔ میاں امیر الدین کے مکان پر ایک تصویر ڈاکٹر جاوید اقبال کے ساتھ لی گئی۔ اس کی بھی ضرورت ہے۔

۳۔ انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل [۲] میں جس فوٹو گرافر نے متعدد تصاویر لیں اس نے وعدہ کیا تھا کہ میری روانگی سے قبل وہ مجھے چند تصاویر دیں گے۔ میں چوں کہ ہوٹل سے طفیل صاحب کے گھر آ گیا تھا اس لیے یہ تصویریں بھی حاصل نہ کر سکا۔

یوں تو میرا مارچ میں آنے کا پروگرام ہے لیکن اس وقت تک تصاویر کے معاملے میں بہت تاخیر ہو جائے گی۔ اس سے قبل ہی یہ کام ہو جائے تو کیا ہی کہنا!

ہاں یاد آیا۔۔۔ اورینٹل کالج میں بھی تصاویر لی گئیں اور گورنمنٹ ویمنز کالج سمن آباد میں بھی۔ ان دونوں کے لیے ڈاکٹر عبادت بریلوی سے کہیے گا۔

آزاد

(۷)

برادرِ عزیز، تسلیم

ضیا بار کی رسید چند روز قبل دے چکا ہوں۔ امید کہ مل گئی ہوگی۔ اس کے بعد میں کان پور اور لکھنؤ چلا گیا۔ کان پور میں مولانا حسرت موہانی [۱] کی یاد میں سیمینار تھا اور لکھنؤ میں سیمینار کا عنوان تھا ''ترقی پسند تحریک اور نئی نسل'' دونوں سیمیناروں کے لیے مقالے میں نے ریل میں لکھے اسی سے میری مصروفیات کا اندازہ کر لیجیے۔ یہاں تو یونیورسٹی کے کاموں سے نجات ہی نہیں ملتی۔ ان کی نقول بھی آپ کو بھیجوں گا۔ پاکستان کے دو مختلف جرائد کو دے دیں، اشاعت کے لیے۔

واپسی پر آپ کے دو عنایت نامے ملے۔ عزیزان کی شادی خانہ آبادی کی تقریب سعید پر مبارک باد کا خط اور ایک لفافہ جس میں نوائے وقت کے دو تراشے تھے۔ ماہ نامہ کتاب کا تراشا تھا۔ کتابچہ اقبال اور اورینٹل کالج [۲] تھا۔ سیارہ کا اشتہار تھا اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے یہ مژدۂ جاں فزا کہ سیارہ کے اقبال نمبر

کی کاپی آپ میرے لیے محفوظ کر لیں گے۔۔۔ میری اور آپ کی مشترکہ تصویر اس سے قبل موصول ہو چکی تھی۔۔۔ من بہ بوئے مست وساقی پر دہد پیمانہ ہا! اب ان تمام عنایات کا شکریہ کس طرح سے ادا کروں۔۔۔ لیکن شکریہ ادا نہ کرنا ہی انسب ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ آپ اسے کہیں تکلف نہ سمجھیں۔ ہاں آپ نے اپنے خط میں کتابوں کے پیکٹ کا ذکر نہیں کیا۔ پانچ کتابوں پر مشتمل پیکٹ تھا۔ کیا نہیں ملا؟ کتابوں کی رسید عبداللہ قریشی [۳] کی طرف سے آ چکی ہے۔ ساہی وال سے بھی۔ لیکن حیرت ہے کہ صابری صاحب سپرنٹنڈنٹ کسٹم کی طرف سے رسید نہیں ملی۔ غالباً بعض پارسل منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض نہیں پہنچ سکتے۔

آپ نے نوائے وقت کا جو تراشا بھیجا ہے اس کے بعد بھی شاید نوائے وقت میں میرے متعلق کچھ شایع ہوا ہے۔ مکتبہ عالیہ کے پروپرائٹر نے اطلاع دی ہے۔ اگر یہ تراشا بھی آپ بھجوا سکیں تو بڑی عمدہ بات ہو۔

یہاں بمبئی ریڈیو سے جو تقریر میں نے اقبال عالمی کانگرس کے متعلق نشر کی تھی اس کا مسودہ ریڈیو نے ٹیپ سے تیار کر کے مجھے بھجوا دیا ہے۔ میں نے یہ مسودہ جو پانچ سات صفحات پر مشتمل ہے آج ہی عطاالحق قاسمی کو بھیجا ہے۔ ''نوائے وقت'' میں اشاعت کے لیے۔ اس میں آپ کا ذکر بھی ہے۔ دراصل اتنی بڑی کانگرس کا ایک ریڈیو تقریر میں سما جانا ذرا مشکل ہی تھا۔

''اردو زبان'' کے لیے ایک غزل آپ کو بھیجی تھی۔ امید کہ مل گئی ہو گی اور مدیرانِ اردو زبان تک پہنچ گئی ہو گی۔ اقبال اور اس کا عہد کی ناشر کی طرف سے تین جلدیں موصول ہو چکی ہیں۔ کتاب اچھی چھپی ہے۔ مجھے پسند ہے۔ لیکن تین جلدیں تو اسی وقت شعبے ہی میں اڑ گئیں۔ ریاض چودھری میرے عزیز ہیں۔ میں انھیں ابھی تک ان تین جلدوں کی رسید نہیں دے سکا۔ دراصل جموں سے باہر کے سفر خط لکھنے کی مہلت ہی نہیں دے رہے ہیں۔ آپ تو لاہور آتے جاتے رہتے ہیں کبھی ریاض چودھری صاحب سے ملاقات ہو تو انھیں بتا دیں کہ اقبال اور اس کا عہد کی تین جلدیں موصول ہو چکی ہیں۔ بہت جلد انھیں خط لکھوں گا۔ مطلوبہ کتاب بھی بھیجوں گا۔

برادرم عبدالسلام خورشید [۴] نے اقبال پر جو کتاب لکھی ہے غالباً اس کا نام ''سرگذشتِ اقبال'' ہے اکیڈمی کی کتابوں میں وہ کتاب نہیں نکلی۔ ازراہِ کرم کتاب کے صحیح نام سے آگاہ کریں تا کہ معزالدین صاحب [۵] سے فرمائش کروں۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

(۸)

۲۶۔۰۶۔۷۸

برادرِ عزیز، تسلیم

میں کوئی بیس روز جموں سے باہر رہا۔ ایک چھوٹے سے ذاتی کام کے سلسلے میں ۴رجون کو سری نگر گیا تھا۔ خیال تھا پانچ سات روز میں واپس آ جاؤں گا۔ وہاں بیس روز تک رکنا پڑا۔ پرسوں ہی واپس آیا ہوں۔ کل اتوار تھا لیکن یونیورسٹی گیا۔ اپنی ذاتی ڈاک کے اشتیاق میں۔ آپ کا عنایت نامہ ملا

ع دیدۂ شوق نے آنکھوں سے لگایا اس کو

آپ کے بھیجے ہوئے دو تراشے بھی ملے۔ جی خوش ہو گیا۔ امروز اور نوائے وقت کے تراشے دیکھ کر ایسے محسوس ہوا جیسے میں چند لمحوں کے لیے لاہور پہنچ گیا ہوں۔

اس بات کا افسوس ہوا کہ کتابوں کا پارسل آپ کو نہیں ملا۔ چند روز اور دیکھیے اگر نہ ملے تو دوبارہ بھجوا دوں گا۔ ایک کتاب عبدالرحیم چغتائی صاحب[1] کو بھیجی تھی۔ اقبال اور مغربی مفکرین۔ وہ تو انھیں مل گئی ہے۔ ایک پیکٹ مسٹر G. R. Sabri Superintendent Custum واہگہ کو بھیجا اور ساتھ ہی ایک خط بھی لکھا۔ پیکٹ کا نہ جانے کیا حشر ہوا۔ خط واپس آ گیا ہے۔ انتہائی بوسیدہ حالت میں۔

میرے لیے ڈاک کے علاوہ کتابیں بھیجنے کا اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ اگر میں دہلی میں ہوتا تو کئی آنے جانے والے احباب مل جاتے۔ یہاں ایسے لوگ کہاں ہیں۔ لے دے کے ڈاک ہی واحد سہارا ہے۔ ایک پیکٹ قوسین کے مالک چودھری ریاض احمد کو بھیجا تھا۔ ایک ضروری خط بھی لکھا تھا نہ جانے یہ پیکٹ اور خط ان تک پہنچے یا نہیں۔

عطاالحق قاسمی صاحب کو میں وہ تقریر بھیج چکا ہوں جو میں نے سری نگر ریڈیو سے نشر کی تھی۔ سری نگر روانہ ہونے سے قبل ہی بھیج دی تھی۔ اس وقت تک مل گئی ہوگی۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کی کتاب ''سرگذشتِ اقبال'' مجھے نہیں ملی۔ حیرت ہے ڈاکٹر معزالدین صاحب نے کتابوں کا اتنا بڑا خزانہ دیا اس میں سے یہ کتاب برآمد نہیں ہوئی۔ انھیں یہاں آ کے میں خط بھی نہیں لکھ سکا۔ چند روز میں لکھوں گا اور اس کتاب کا مطالبہ کروں گا۔

شاید ''آج کل'' شمارہ اپریل ۷۸ء میں آپ کو بھجوانا بھول گیا ہوں میرے پاس ہر ماہ آج کل کے چھے شمارے آتے ہیں اور میں ایم۔فل کے طلبہ کو دے دیتا ہوں۔ اب دہلی خط لکھ رہا ہوں کہ ایک اور شمارہ مجھے بھیج دیں۔ مل جانے پر آپ کی نذر کروں گا۔

سیارہ کے اقبال نمبر کا انتظار ہے۔

اقبال اور اس کا عہد کا ایک اڈیشن (یعنی تیسرا اڈیشن) یہاں مدت ہوئی چھپا تھا۔اس میں ایک مقالے کا اضافہ تھا اور یہ وہی مقالہ ہے جو آپ کی کتاب اقبال بہ حیثیت شاعر میں چھپ چکا ہے۔

آپ نے سرگودھا کی گرمی کا ذکر کیا ہے یہاں جموں میں ہم لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔

آپ نے اقبال اور مغربی مفکرین کا اپنا ذاتی نسخہ کتابت کے لیے دے دیا ہے اب آپ کا یہ نسخہ دستخط سمیت میرے ذمے رہا۔ چند روز تک اس کی ایک جلد بھیج دوں گا۔ چوں کہ پیکٹ میں صرف ایک ہی کتاب ہوگی اس لیے اس کے گم ہونے کا اندیشہ کم ہے۔ (غالباً وہی پیکٹ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتے جن میں پانچ پانچ سات سات کتابیں ہوتی ہیں)۔

آپ نے اقبال اور مغربی مفکرین کے چند قابلِ غور امور کا ذکر کیا ہے۔ان کا ذکر ترتیب وار نیچے کیا جا رہا ہے۔

۱۔آپ نے صحیح لکھا ہے دیباچے کا آخری پیراگراف حذف نہیں ہونا چاہیے۔حسبِ ارشاد طباعتِ دوم کے عنوان سے چند سطور اس خط کے ساتھ منسلک ہیں۔

۲۔آپ نے صحیح لکھا ہے کتاب کا نام تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ ہی مجھے لکھنا چاہیے تھا۔کتاب کے نام میں تصرف مناسب نہیں۔ (ویسے اقتباسات میں نے نذیر نیازی صاحب[۲] کے اردو ترجمے میں سے نہیں دیے۔ یہ کتاب مجھے بعد میں حالیہ سفرِ پاکستان کے دوران میں دستیاب ہوئی۔ میں نے خود اصل کتاب سے ترجمے کر کے اقتباسات شاملِ کتاب کیے ہیں)

حسبِ ارشاد بایوڈیٹا مع فہرستِ تصانیف حاضر ہے۔اب اسے مسلسل عبارت کی صورت میں آپ خود ڈھال لیں۔اس موضوع پر آپ کے قلم سے طباعتِ دوم کے بعد دو ایک صفحات آ جائیں تو بہت مناسب رہے گا۔

مصنف کے بارے میں

کچھ مصنف کے بارے میں

یا جو آپ صحیح سمجھیں۔اس ضمن میں قطعی فیصلہ آپ ہی کا ہوگا۔

(طباعتِ دوم) کی تحریر میں کسی لفظ کی کمی بیشی کرنا چاہیں بہ شوق کر دیں)

میں نے تو اقبال اور کشمیر بھی بھیجی تھی۔ایک جلد آپ کو اور ایک ڈاکٹر سلیم اختر[۳] کو۔ان کی طرف سے بھی رسید نہیں ملی۔ میں چاہتا ہوں یہ کتاب بھی پاکستان میں چھپے۔آپ ڈاکٹر سلیم اختر کے ساتھ اس سلسلے میں بات

کرلیں۔ رائلٹی ضرور ملنا چاہیے۔ یعنی میرے حساب میں پبلشر کے پاس جمع رہے تاکہ جب پاکستان آؤں تو اطمینان سے خرچ کرسکوں۔ اقبال اور کشمیر کے متعلق ضروری بات یہ ہے کہ جہاں جہاں آپ کو اختلاف ہو اس کا اظہار نیچے حاشیے میں کیا جائے یا شروع میں دیباچے کی صورت میں۔ میری عبارت میں تبدیلی نہ کی جائے۔ اقبال اور اس کا عہد کے ناشر نے بھی کتاب میں ایک جگہ اپنی رائے دی ہے اور مجھے یہ بات پسند ہے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیازمند

جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: ایک عمدہ بات یاد آ گئی ہے۔ کلیم صاحب[۴] نے مجھے ایک خط میں لکھا ہے کہ کتاب چھپ جانے کے بعد وہ اس کی رسمِ اجرا کا انعقاد کریں گے۔ غالباً پاکستان کے کوئی ماہرِ اقبالیات اس کتاب کا اجرا کریں گے۔ لاہور میں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اس موقع پر وہ مجھے لاہور آنے کی دعوت دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور آنے کا اس سے اچھا موقع اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ رسمِ اجرا کی تاریخ سے ایک ماہ قبل ان کا خط مجھے مل جائے تو میں ویزا وغیرہ کا کام بآسانی مکمل کرلوں گا۔

آزاد

یہاں کے یعنی ہندستان کے دو ایک جرائد نے مجھے لکھا ہے کہ وہ جگن ناتھ آزاد نمبر شایع کرنا چاہتے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ میں اس ضمن میں ان کی کوئی خاص مدد نہیں کرسکتا۔ چند دوستوں کے نام اور پتے انھیں دے دوں گا۔ ظاہر ہے آپ کا نام سرِ فہرست ہوگا۔ کچھ لکھ سکیں تو لکھ دیجیے ورنہ آپ کے نام وہ میرے خطوط ہی چھاپ کر خوش ہو جائیں گے۔

آزاد

(۹)

۲۹ جولائی ۸۷ء

برادر بجان برابر!

منسلکہ خط[۱] جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے ۲۶؍جون کا لکھا ہوا رکھا ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کے سفر میں بہت وقت صرف ہوگیا۔

کل آپ کا خط ملا۔ ۱۸؍جولائی کا۔ اس اطلاع سے اطمینان ہوا کہ اقبال اور کشمیر[۲] اور وطن میں اجنبی[۳] پر مشتمل پیکٹ آپ کو موصول ہوگیا ہے۔

طباعتِ دوم کی عبارت اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ بائیوڈیٹا اور کتابوں کی فہرست دو چار دن کے بعد بھیج سکوں گا۔ اگر وہ بھی اب تیار کرنے بیٹھ جاؤں تو اس خط کو ڈاک کے سپرد کرنے میں مزید تاخیر ہو جائے گی۔

اقبال عالمی کانگرس کے متعلق اپنی نشری تقریر بھی کتابوں کی فہرست کے ساتھ بھیجوں گا۔

سرِ دست میری اس (۲۹ر جولائی کی) تحریر کو اپنے ۱۸ر جولائی کے عنایت نامے کی رسید سمجھیے۔ جواب چند روز تک لکھوں گا۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: فوری قسم کی مصروفیات اس وقت یہ ہیں کہ میسور یونیورسٹی کے لیے اقبال پر تین توسیعی لیکچر لکھنا ہیں۔ لاہور کے دو عزیز دوستوں کے لیے دو تحریریں بھی میرے ذمے ہیں۔ ستمبر کے شروع میں روس جانے کا پروگرام ہے۔ سوچتا ہوں واپسی لاہور یا کراچی کے راستے ہو تو مزہ آ جائے۔ اس کے لیے حکومتِ ہند کی وزارتِ خارجہ کو خط لکھ کر معلوم کروں گا۔

آزاد

(۱۰)

۲۴ر اگست ۸۷ء

برادرِ عزیز، تسلیم

ایک طویل خط ۲۹ر جولائی کو ڈاک کے سپرد کیا۔ اس میں آپ کے ۱۸ر جولائی کے خط کی رسید بھی تھی۔ اور ''طباعتِ دوم'' کے عنوان سے اقبال اور مغربی مفکرین کے لیے ایک تحریر بھی شامل تھی۔

اس خط میں Bio data بھیج رہا ہوں۔ انگریزی میں ہے آپ اس کے جو حصے مناسب سمجھیں اردو میں ڈھال لیں۔ آپ کی واقفیت کے لیے اپنے Official Career کی کہانی بھی آپ کو سنا دی ہے اگرچہ ادبی تحریروں میں آفیشل کیریر کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس دوران میں آپ کا بھیجا ہوا، انور محمود خالد صاحب[1] کا مقالہ بھی مل گیا ہے۔ انھوں نے براہِ راست اعتراض نہیں کیے ہیں۔ سوالات کیے ہیں[2] اس قسم کے مباحث اگر علمی اور ادبی صورت اختیار کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر پاکستان میں کوئی صاحب اس بحث کو آگے بڑھانا چاہیں اور نوائے وقت کو ان

سوالات کے جوابات اپنی طرف سے لکھ کے بھیجیں تو مجھے اس سے بے خبر نہ رکھیے گا۔ کرم ہوگا۔ میرے لیے ابھی اس بحث میں شامل ہونا مناسب نہیں۔ جہاں تک اس کتاب کا پاکستان میں چھپنے کا تعلق ہے، میرے خیال میں کوئی حصّہ حذف تو نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں اختلافی نوٹ شروع میں یا آخر میں یا حواشی کی صورت میں دیے جا سکتے ہیں۔ انور محمود خالد صاحب کا مقالہ آخر میں (یا شروع میں) دیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک میری تحریروں کا تعلق ہے پاکستان میں شاید ایک مرد بھی ایسا نہیں ہوگا جو میری نیت پر شک کرتا ہو۔ اختلافِ رائے کی بات دوسری ہے اور اس کی گنجائش ہر وقت ہے۔ اب آپ انور محمود صاحب کے سوالات ہی کو لیجیے۔ ''آں برہمن زادگانِ زندہ دل'' اور ''آں جواں کوشہر و دشت و در گرفت'' میں اشارے کسی نہ کسی طرف تو ہیں نا؟ اور اشارے بھی مبہم نہیں واضح۔ چلیے ایک لمحے کے لیے میں فرض کر لیتا ہوں کہ میری توجیہہ غلط ہے۔ تو آخر کوئی صحیح توجیہہ تو ہونا چاہیے۔ ان مصرعوں کا کوئی نہ کوئی مفہوم تو ہے یا یہ مہمل مصرعے ہیں؟ اگر مفہوم ہے تو بیان کر دیا جائے۔ بڑے خلوص اور ایمان داری سے عرض کرتا ہوں کہ اگر قائل ہو جاؤں گا تو فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کروں گا اور اپنے قلم سے ایک وضاحتی نوٹ لکھ کر آپ کو بھیجوں گا کہ کتاب کے پاکستانی اڈیشن میں شامل کر دیا جائے۔ وہی نوٹ یہاں بھی دوسرے اڈیشن میں شریکِ اشاعت کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میری یہ کتاب اقبال اور کشمیر ۱۹۷۷ء کی ابتدا میں چھپی تھی۔ اس وقت تک اس عنوان سے غالباً کوئی اور کتاب نہیں چھپی تھی۔ اب اس دوران میں شاید دو تین کتابیں چھپ گئی ہیں۔ سلیم گی صاحب ؒ کی کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ بھجوایے۔ جیسے بھی ہو سکے۔ اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ دسمبر میں جب میں لاہور گیا تھا تو ڈاکٹر صابر آفاقیؒ نے اپنی کتاب (اسی نام کی)۔۔۔ اقبال اور کشمیر مجھے عنایت کی تھی۔ غالباً ان دو کے علاوہ پاکستان میں اسی نام کی ایک اور کتاب بھی چھپی ہے۔

شیرازہ کا نیا اقبال نمبر، سے آپ کی کیا مراد ہے؟۔ ۱۹۷۷ء کی ابتدا میں اس کا ایک اقبال نمبر نکلا تھا۔ اگر وہ آپ کے پاس نہیں تو لکھیے میں کلچرل اکیڈمی سے لے کے آپ کو بھجوا دوں۔۔۔ اس کے علاوہ میرے پاس اتفاق سے مندرجہ ذیل کتابوں کی دو دو جلدیں ہیں۔ اپنے ذاتی کتب خانے میں۔ ایک ایک آپ کی نذر کر سکتا ہوں۔

غالب اور آہنگِ غالب	ڈاکٹر یوسف حسین خان
غالب کے تخلیقی سرچشمے	ڈاکٹر حامدی کاشمیری
الانور	عبدالرحمان کوندو

سری نگر ریڈیو سے جو تقریر میں نے نشر کی تھی وہ میں نے عطاالحق قاسمی صاحب کو بھیجی تھی۔ اقبال

عالمی کانگرس کے متعلق کسی ریڈیو اسٹیشن سے ایسی تقریر نشر نہیں ہوئی ہوگی۔ ''ایسی تقریر'' سے میری مراد ہے، اتنی مفصل تقریر۔ کیوں کہ ریڈیو پر تقریریں عموماً مختصر ہوتی ہیں۔ مجھے خاص طور سے پندرہ منٹ سے بھی زیادہ وقت دیا گیا تھا۔ معلوم نہیں عطاالحق قاسمی صاحب کو ملی نہیں یا انھوں نے کسی وجہ سے اسے نوائے وقت میں چھاپنا مناسب نہیں سمجھا۔ اگر ان کا یہ خیال ہو کہ گزشتہ دسمبر کے واقعے سے متعلق ہے جو پرانا ہو چکا ہے تو عرض ہے کہ یہ واقعہ۔۔۔ یعنی اقبال عالمی کانگرس کا انعقاد۔۔۔ تاریخِ برصغیر ہندو پاک میں بلکہ ساری دنیا میں دائمی نقوش چھوڑ چکا ہے۔ اور اس اعتبار سے یہ تقریر پرانی نہیں ہو سکتی۔ شاید آئندہ ماہ روس کا سفر درپیش ہو۔ میں یہ تقریر انگریزی میں وہاں کی کسی یونیورسٹی میں بھی کروں گا۔ اس تقریر کی نقل اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ اگر نوائے وقت میں نہ چھپ رہی ہو تو آپ اپنی پسند کے کسی اور جریدے کو دے دیں لیکن عطاالحق قاسمی سے بات کر کے۔ وہ میرے دوست ہیں اور انھیں شکایت کا موقع پیدا نہیں ہونا چاہیے۔

مجھے سید نذیر نیازی کی کتاب اقبال کے حضور کی تینوں جلدیں [۵] درکار ہیں۔ کسی پختہ ذریعے سے بھجوا کر ممنون کریں۔ یہاں آ کے میں نے سید نذیر نیازی کو ان کے حسبِ فرمائش والدِ محترم کی تصانیف اور ان کے متعلق تصانیف بھجوائی تھیں۔ ان کی طرف سے رسید نہیں ملی۔ کبھی لاہور جائیں تو ان سے پوچھ لیں کہ کتابیں ملیں یا نہیں۔

مکتبۂ عالیہ کے مینجر صاحب نے لکھا تھا کہ انھوں نے تین تین کتابوں پر مشتمل دو پیکٹ بھیجے تھے۔ مجھے نہیں ملے۔ ازراہِ کرم ان سے کہیے کہ ایک بار پھر زحمت کریں لیکن دو نہیں بیک وقت ایک پیکٹ بھیجیں اور اس میں دو سے زیادہ کتابیں نہ ہوں۔ پیکٹ کے اوپر لکھوا دیں For gift of books۔ شاید یہ پڑھ کر ڈاک خانے والوں کو رحم آ جائے۔

اب جب کہ اقبال اور کشمیر اور وطن میں اجنبی پر مشتمل پیکٹ موصول ہو چکا ہے۔ اقبال اور مغربی مفکرین کی موعودہ جلد بھی آپ کو بھیج رہا ہوں۔ ملنے پر رسید سے مطلع فرمائیں۔ اقبال اور مغربی مفکرین کی دوسری جلد بہت دن ہوئے آپ کو بھجوا دی گئی تھی۔

ہاں ایک بات یاد آ گئی۔ ڈاکٹر وزیر آغا سے تو آپ کی ملاقات رہتی ہوگی۔ تازہ اوراق کا شمارہ کل ملا۔ پرسوں۔ لیکن سری نگر سے ہو کے۔ وہی پرانا پتا اس پہ لکھا تھا۔۔۔ ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز گورنمنٹ آف انڈیا۔ اس طرح ڈاک گم بھی ہو سکتی ہے۔ ان سے کہیے ازراہ کرم نیا پتا دفتر میں لکھوا دیں۔ اس پیغام کے ساتھ میری یہ تازہ غزل بھی انھیں دے دیں۔ اوراق کے لیے۔ (کراچی سے سیپ اچانک میرے نام آنا بند ہو گیا۔ معلوم نہیں کیوں!)

ماہ نامہ کتاب لاہور میں اقبال اور مغربی مفکرین کا اشتہار شایع ہوا ہے۔ ملنے کا پتا میری لائبریری لاہور لکھا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ زحمت نہ ہو تو ذرا دریافت کیجیے۔

اقبال پر ہندی میں ایک کتاب بھجوائی تھی۔ امید کہ موصول ہو گئی ہوگی۔

پاکستان میں ایک کتاب چھپی ہے English Punjabi Dictionary in the Persian Script میرے ایک دوست کو اس کی ضرورت ہے۔ مل سکے گی؟

دراصل یہ خط ۴؍ اگست کو لکھا تھا۔ خیال تھا کہ ریڈیو والی تقریر ٹائپ ہو کے آجائے تو آپ کو بھجوا دوں۔ ابھی تک نہیں آئی۔ دوسرے خط کے ساتھ آپ کو بھیجوں گا۔

آج بمبئی روانہ ہو رہا ہوں۔ پرسوں وہاں ٹیلی ویژن پر مشاعرہ ہے۔ ۲۹ کو واپس آؤں گا اور ۳۰ کو دہلی جاؤں گا۔ ۳؍ ستمبر کو دہلی سے روس کو روانگی ہے۔

امید کہ میری غیر حاضری میں آپ کا خط ضرور آچکا ہوگا۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

(۱۱)

۲۷۔۰۸۔۷۸

برادرِ عزیز!

آج آپ کا خط ملا۔

اقبال اور کشمیر اور وطن میں اجنبی ابھی میں نے آپ کو بھیجی ہی نہیں۔ میں آپ کا پیکٹ اپنے ساتھ دہلی لے گیا تھا اس خیال سے کہ فیض صاحب یا قتیل صاحب [۱] کو دے دوں گا۔ یہ حضرات آئے ہی نہیں۔ پیکٹ میرے ساتھ واپس جموں آگیا۔ اب ڈاک سے بھیجوں گا دوبارہ پارسل بنا کر۔ بہت جلد۔

اس اطلاع سے دکھ ہوا کہ آپ بخار میں مبتلا رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب آپ اچھے ہو گئے ہیں۔ آپ کی تندرستی علم و ادب کی دولت ہے۔ خدا آپ کو ہمیشہ تندرست رکھے!

عالمی کانگرس پر مضمون میرے ذمے ہے۔ جیسا مضمون لکھنا چاہتا ہوں اس کے لیے وقت نہیں مل رہا ہے۔ نہ جانے آپ اتنا کچھ کیسے لکھ لیتے ہیں۔ آپ جتنا کچھ لکھ لیتے ہیں مجھے اتنا پڑھنے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ آج پشاور یونیورسٹی سے خیابان کا انیس نمبر ملا۔ اقبال نے انیس [۲] کے تتبع کی کوشش تو کی تھی۔ تتبع اقبال

نے اکبر[۳] کا بھی کیا لیکن یہ اردو شاعری کی خوش قسمتی ہے کہ تجربہ کر کے چھوڑ دیا۔ اقبال اور غالب، دونوں کے یہاں انیس کے تتبع کی مثالیں ملتی ہیں۔

ہندستان میں اقبال صدی تقاریب کا سلسلہ اس لیے لامتناہی ہو گیا ہے کہ یہاں پر تقاریب عوامی سطح پر منائی جا رہی ہیں۔ اب آپ ملک کی آبادی اور وسعت کا اندازہ کریں۔ ۸ کو میں اسی سلسلے میں ناگ پور جا رہا ہوں۔ بھوپال نہیں جا سکا۔ علی گڑھ نہیں جا سکا۔

اپنی یونیورسٹی میں بھی میں نے اقبال صدی تقاریب منائی ہیں۔ تین روز کا پروگرام تھا۔ بہت کام کرنا پڑا اور میں بہت تھک گیا۔

اقبال اور اس کا عہد کا تبصرہ میں نے بھی کتاب میں دیکھا ہے۔ کتاب ابھی تک ناشر کی طرف سے نہیں ملی۔

''جموں یونیورسٹی میں تحقیقی کام'' آپ نے سن لیا۔ انھی دنوں میں نے صوفی غلام مصطفےٰ تبسم[۴] کی یاد میں اپنے تأثرت نشر کیے تھے۔ شاید آپ تک نہیں پہنچے۔

''آج کل'' کا شمارہ (اپریل کا) آپ کو ضرور بھجواؤں گا۔ غالباً یہ چھوٹا موٹا اقبال نمبر ہی ہو گا۔
تعطیلاتِ موسمِ گرما میں آنا چاہتا ہوں لیکن ع تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے۔

انور محمود خالد کے نہ آنے کا افسوس ہے۔

''نوائے وقت'' کے متعلق عطاالحق قاسمی صاحب نے مجھے لکھا تھا کہ باقاعدہ میرے نام جاری کر دیا گیا ہے لیکن مجھے تو اس کا آج تک کوئی شمارہ نہیں ملا۔ کبھی لاہور جائیں تو ان سے بات کریں۔

تمام اقبال نمبروں کا انتظار ہے۔ فنون، سیارہ وغیرہ

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند
جگن ناتھ آزاد

حواشی و تعلیقات

خط ۱:

۱۔ مکتوب الیہ کی پہلی کتاب جو پہلی بار ۱۹۷۴ء میں شایع ہوئی تھی (گلوب پبلشرز لاہور)۔ بعد ازاں سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور نے اس کے متعدد اڈیشن شایع کیے۔

۲۔ ضیابار گورنمنٹ کالج سرگودھا کا میگزین ہے، ۱۹۷۳ء میں اس کا اقبال نمبر شایع ہوا تھا۔

۳۔ ڈاکٹر سید عبداللہ (۱۹۰۴ء۔۱۹۸۶ء) معروف محقق، نقاد اور اقبال شناس۔ اردو، فارسی اور عربی زبان و ادب کے نام ور استاد۔ پرنسپل اورینٹل کالج لاہور رہے۔ تصانیف: ادبیاتِ فارسی میں ہندوؤں کا حصہ، ولی سے اقبال تک، مقالاتِ اقبال اور اشاراتِ تنقید وغیرہ۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کی تکمیل ان کا بڑا کارنامہ ہے۔

۴۔ عبدالرحمان چغتائی (۱۸۹۹ء۔۱۹۷۵ء) عظیم مصور، مصورِ شاعرِ مشرق اور اردو افسانہ نگار۔ تصویری مجموعے: نقشِ چغتائی، عملِ چغتائی، تیمور کا گھرانہ وغیرہ

۵۔ پروفیسر حمید احمد خاں (۱۹۰۳ء-۱۹۷۴ء) ماہرِ تعلیم، محقق، نقاد، انگریزی زبان و ادب کے استاد، پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور اور وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ تصانیف: اقبال کی شخصیت اور شاعری، ارمغانِ حالی اور دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ (تدوین) وغیرہ۔

۶۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی (۱۸۹۶ء تا ۱۹۸۴ء) نام ور ماہر اسلامی تعمیرات، مؤرخ، ادیب، مصنف۔ علامہ اقبال کے دوست۔ فرگوسن کالج کوئٹہ میں تاریخ کے استاد رہے۔ تصانیف: تاریخ نقش و نگار، تاج محل آگرہ، بادشاہی مسجد، سیرت حضرت بلالؓ، اقبال کی صحبت میں، وغیرہ۔

۷۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق (۱۹۰۱ء-۱۹۸۵ء) معروف مذہبی سکالر، مترجم، دانش ور اور شاعر۔ تصانیف: دو قرآن، دو اسلام، جہانِ نو، مسائلِ نو، حرفِ محرمانہ وغیرہ۔

۸۔ ڈاکٹر وزیر آغا (۱۸رمئی ۱۹۲۲ء۔۷رستمبر ۲۰۱۰ء) معروف شاعر، نقاد اور ادیب، مدیرِ اوراق۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے اکنامکس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ''اردو ادب میں طنز و مزاح'' پر مقالہ لکھ کر ۱۹۵۶ء میں پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تصانیف: اردو شاعری کا مزاج، تخلیقی عمل، تصوراتِ عشق و خرد اقبال کی نظر میں اور نظم جدید کی کروٹیں وغیرہ۔

۹۔ جعفر طاہر (۱۹۱۷ء۔۱۹۷۷ء) اصل نام سید جعفر علی۔ معروف ادیب، شاعر اور براڈ کاسٹر۔ تصانیف: زلفِ الہام، سلسبیل اور ہفت کشور۔

۱۰۔ شیر افضل جعفری (۱۹۰۹ء۔۱۹۸۹ء) ماہرِ تعلیم اور اردو اور پنجابی کے ممتاز شاعر۔ تصانیف: شہرِ سدا رنگ، چناب رنگ، موج موج کوثر وغیرہ۔

۱۱۔ ڈاکٹر انور سدید (پ: ۴ردسمبر ۱۹۲۸ء) معروف نقاد، ادیب اور شاعر محکمہ انہار میں افسر رہے۔ تصانیف: اردو ادب کی مختصر تاریخ، اردو ادب کی تحریکیں، وغیرہ۔

۱۲۔ مکتوب الیہ کی متذکرہ کتابوں میں سے خطوطِ اقبال ۱۹۷۶ء میں مکتبۂ خیابانِ ادب لاہور نے اور کتابیاتِ اقبال ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے ۱۹۷۷ء میں شایع کی۔ ''اقبال کی موعودہ تصانیف'' ایک مضمون تھا جو نقوش کے اقبال نمبر ۲ (دسمبر ۱۹۷۷ء) میں شایع ہوا۔

۱۳۔ مکتوب نگار کی کتاب جو بعد ازاں پاکستان سے بھی شایع ہوئی۔

خط: ۲

ا۔ یہ خط آزاد صاحب نے دسمبر ۱۹۷۷ء میں لاہور میں منعقدہ عالمی اقبال کانگرس میں شرکت کے بعد بھارت واپس پہنچ کر

لکھا تھا۔ خط کی تاریخِ تحریر میں غلطی سے ۱۹۷۸ء کے بجاے ۱۹۷۷ء لکھ دیا۔

۲۔ حکیم منظور (م: ۲۰۰۶ء) کشمیر کے دانش ور، ادیب، نقاد اور صحافی۔

۳۔ ظ۔ انصاری (۱۹۲۴ء۔۱۹۹۱ء) ترقی پسند ادیب، نقاد اور صحافی۔ ماسکو دارالاشاعت سے وابستہ رہے۔ روسی زبان سے اردو تراجم کیے۔ ان کی تصنیف اقبال کی تلاش میں ایک وقیع کتاب ہے

۴۔ عطاالحق قاسمی (پ: یکم فروری ۱۹۴۳ء) معروف کالم نگار، شاعر، ڈراما نگار اور سفر نامہ نگار۔ ۴۵ سال سے ''روزنِ دیوار سے'' کے نام سے کالم لکھ رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ستارۂ امتیاز ملا۔ ناروے اور تھائی لینڈ میں پاکستان کے سفیر رہے۔ تصانیف: شرگوشیاں، ہنسنا رونا منع ہے، مزید گنجے فرشتے وغیرہ کالموں کے مجموعے ہیں اور شیدا ٹلی، شب دیگ اور خواجہ اینڈ سن وغیرہ ڈرامے ہیں۔

۵۔ پہلی علامہ اقبال عالمی کانگرس کے پہلے روز مندوبین کو مزارِ اقبال پر لے جایا گیا اور شاہی مسجد کی سیڑھیوں پر جملہ مندوبین کی تصویر بنائی گئی۔

۶۔ ڈاکٹر جاوید اقبال (پ: ۱۵/اکتوبر ۱۹۲۴) سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، سابق جسٹس سپریم کورٹ، فرزندِ علامہ اقبال۔ ماہر اقبال شناس اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی تصانیف میں زندہ رود، مے لالہ فام اور خودنوشت سوانح عمری اپنا گریبان چاک اہم ہیں۔

۷۔ منیرہ بانو (پ: ۱۹۳۰ء) علامہ اقبال کی صاحب زادی۔ ۱۹۵۴ء میں ان کی شادی علامہ اقبال کے دوست میاں امیر الدین کے بیٹے میاں صلاح الدین سے ہوئی تھی۔ انھوں نے کانگرس کے دوران میں ایک شب مندوبین کو دعوتِ طعام دی۔

۸۔ میاں امیر الدین (۱۸۸۹ء۔۱۹۸۹ء) لاہور کی معروف سیاسی وسماجی شخصیت، کارکن تحریکِ پاکستان، اقبال نے اپنی وصیت میں جن اصحاب کو اپنے بچوں کا سرپرست مقرر کیا تھا، میاں صاحب ان میں سے ایک تھے۔ یادِ ایام ان کی سوانح عمری ہے۔

۹۔ مکتوب الیہ نے آزاد صاحب کے ذریعے سے سیفیہ کالج بھوپال کے صدرِ شعبہ پروفیسر عبدالقوی دسنوی (یکم نومبر ۱۹۳۰ء۔ ۷/جولائی ۲۰۱۱ء) کے لیے چند کتابیں بھیجی تھیں۔

۱۰۔ میاں منظر بشیر (۱۹۲۸ء۔۲۰۰۱ء) معروف ادیب۔ ان کی تصنیف آئندہ صدی کی پیشن گوئیاں ہے۔ وہ ادبی رسالے ہمایوں کے مدیر، ادیب اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم رہنما میاں بشیر احمد کے صاحب زادے تھے۔ شاید وہ کوئی تقریب کرنا چاہتے تھے۔

۱۱۔ چودھری ریاض احمد (پ: ۱۱/نومبر ۱۹۳۶ء) مکتبہ قوسین لاہور کے مالک۔

۱۲۔ چودھری نذیر احمد (م: ۲۳/نومبر ۱۹۷۱ء) مدیرِ ادبِ لطیف۔ سویرا کے بانی مدیر مکتبۂ اُردو لاہور اور نیا ادارہ لاہور کے مالک۔

خط: ۳

۱۔ اقبال کے شاعرانہ فن پر مختلف نقادوں کے مقالات کا، ہاشمی صاحب کا مرتبہ، یہ مجموعہ مجلس ترقیِ ادب لاہور نے ۱۹۷۶ء میں شایع کیا۔ نظرِ ثانی کے بعد دوبارہ ۲۰۰۷ء میں چھپا۔ دو اڈیشن علی گڑھ سے بھی شایع ہو چکے ہیں۔

۲۔ اقبال کی ایک مختصر بلوگرافی، مرتب: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (تاج بک ڈپو لاہور)
۳۔ لاہور سے شایع ہونے والا ایک رسالہ۔
۴۔ آزاد صاحب کو جموں یونیورسٹی میں صدرِ شعبۂ اردو مقرر کیا گیا تھا۔
۵۔ یہ دونوں الگ الگ کتابیں ہیں۔ کتب اقبالیات ایک مختصر بلوگرافی ہے جب کہ کتابیاتِ اقبال ایک ضخیم کتاب ہے اور ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور سے پہلی بار شایع ہوئی۔
۶۔ یہ معلومات مکتوب الیہ کی کتاب کتابیاتِ اقبال کے آئندہ اڈیشن کے لیے مطلوب تھیں۔

خط:۴

۱۔ محمد طفیل (۱۴/اگست ۱۹۲۳ء۔۴/جولائی ۱۹۸۶ء) معروف ادیب، خاکہ نگار۔ نقوش لاہور کے مدیر اور پاکستان رائٹرز گلڈ کے جنرل سیکرٹری رہے۔ تصانیف: جناب، آپ، صاحب، مجی، مخدومی، محترم، مکرم، معظم۔
۲۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی (۱۹۲۰ء۔۱۹۹۸ء) اردو ادب کے استاد، محقق، نقاد، مصنف۔ سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور۔ تصانیف: اردو تنقید کا ارتقا، تنقیدی زاویے، غالب کا فن، جدید اردو تنقید وغیرہ۔
۳۔ تلوک چند محروم (یکم جولائی ۱۸۸۷ء۔۶/جنوری ۱۹۶۶ء) معروف اردو شاعر۔ استادِ اردو و فارسی زبان و ادب گورڈن کالج راول پنڈی۔ جگن ناتھ آزاد کے والد۔ تصانیف: کاروانِ وطن، نیرنگِ وطن، شعلۂ نوا، عکسِ جمیل، گنجِ معانی، رباعیاتِ محروم وغیرہ
۴۔ خواجہ حمید الدین شاہد (۴/اکتوبر ۱۹۱۷ء۔۲۳/اکتوبر ۲۰۰۱ء) ممتاز ادیب، شاعر، صحافی۔ استاد اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن۔ مدیر ماہ نامہ سب رس حیدرآباد، کراچی۔ تصانیف: شمس الامرا کے سائنسی کارنامے، یادگارِ ماضی، ادبی مطالعے، حیدرآباد کے شاعر وغیرہ
۵۔ ڈاکٹر خیرات ابنِ رسا (پ: ۵/اکتوبر ۱۹۲۶ء) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۴۹ء میں کیمیا میں ایم۔ ایس سی اور براؤن یونیورسٹی امریکا سے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ الخیر یونیورسٹی آزاد کشمیر اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر رہے۔ براؤن یونیورسٹی امریکا میں بہ طور جز وقتی استاد فرائض انجام دیے۔
۶۔ فیض احمد فیض (۱۹۱۱ء۔۱۹۸۴ء) نام ور اردو شاعر، صحافی، ترقی پسند ادیب۔ تصانیف: نقشِ فریادی، دستِ صبا، زنداں نامہ، میزانو غیرہ
۷۔ ظفر الحسن، مرزا (۳/جون ۱۹۱۶ء۔۴/ستمبر ۱۹۸۴ء)۔ معروف ادیب، نقاد، ڈراما و افسانہ نگار، طنز و مزاح نگار۔ بانی: غالب لائبریری، کراچی اور ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی۔

خط:۵

۱۔ پروفیسر آلِ احمد سرور (۹/ستمبر ۱۹۱۱ء۔۹/فروری ۲۰۰۲ء) معلم، محقق، نقاد اور اقبال شناس۔ تصانیف: اقبال کے مطالعے کے تناظرات، اقبال اور تصوف، اقبال اور مغرب، تشخص کی تلاش کا مسئلہ اور اقبال، اقبال اور اردو نظم، دانش ور اقبال وغیرہ
۲۔ مولانا سعید احمد اکبرآبادی (۱۹۰۸ء۔۱۹۸۵ء) معروف اسکالر، اسلامیات کے استاد۔ فہمِ قرآن ان کی ایک اہم تصنیف ہے۔

۳۔ ڈاکٹر عالم خوندمیری (۷رفروری ۱۹۲۲ء۔ ۲۷ردسمبر ۱۹۸۳ء) معروف ادیب، نقاد اور اقبال شناس۔ استاد عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن۔ کئی ممالک کے علمی دورے کیے اور اسلامی فلسفہ اور قانون پر لیکچر دیے۔ تصانیف: اقبال، انسانی تقدیر اور وقت

۴۔ پروفیسر اسلوب احمد انصاری (پ: ۱۹۲۵ء) معلم، نقاد، اقبال شناس، سابق صدرِ شعبۂ انگریزی علی گڑھ یونیورسٹی۔ ششماہی تنقیدی مجلہ نقد و نظر کے مدیر۔

۵۔ خواجہ غلام صادق (۱۹۲۳ء۔۱۹۸۲ء) صدرِ شعبۂ فلسفہ جامعہ پنجاب، وائس چانسلر آزاد جموں کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد۔ وہ اقبال کانگرس کے سیکرٹری تھے۔ جدید فلسفے کے خدوخال ان کی اہم تصنیف ہے۔

۶۔ اقبال شناسی: ترقی پسند نقاد علی سردار جعفری کا مجموعۂ مضامین

۷۔ علی سردار جعفری (۲۹رنومبر ۱۹۱۳ء۔ یکم اگست ۲۰۰۰ء) نام ور بھارتی شاعر اور نقاد۔ انھوں نے ۱۹۳۸ء میں ذاکر حسین کالج سے گریجوایشن کی۔ ان کی تصانیف میں منزل، پرواز، نئی دنیا کو سلام، خون کی لکیر، امن کا ستارہ وغیرہ اہم ہیں۔ نیا ادب کے مدیر بھی رہے۔

۸۔ اقبال باکمال: اقبالیاتی موضوعات پر مضامین کا مجموعہ، لاہور سے شایع ہوا

۹۔ خطوطِ اقبال: مکتوب الیہ کی کتاب۔ مکتبہ خیابانِ ادب، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

۱۰۔ ہاشمی صاحب کی کتاب کا صحیح نام کتابیاتِ اقبال ہے۔ ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور سے شایع ہوئی۔

خط: ۶

۱۔ شانتی رنجن بھٹاچاریہ (۱۹۳۰ء۔ ۱۵رستمبر ۱۹۹۳ء) محقق، مترجم اور نقاد۔ بنگلہ دیش کے رہنے والے تھے۔ تصانیف: بنگالی ہندوؤں کی اردو خدمات، بنگال میں اردو زبان و ادب، اردو ادب اور بنگالی کلچر، اقبال، ٹیگور اور نذرل: تین شاعر ایک مطالعہ۔

۲۔ شبنم سبحانی (پ: ۷رستمبر ۱۹۳۷ء) اصل نام: سید عبدالباری۔ معلم، نقاد، شاعر، ادیب۔ بھارت میں تحریکِ ادبِ اسلامی کے اہم رکن۔ ماہ نامہ پیش رفت دہلی کے مدیر۔ تصانیف: ہندستانی تہذیب اور اردو۔

۳۔ ڈاکٹر عبدالحق (پ: ۱۹۳۹ء) معلم، نقاد، محقق، اقبال شناس۔ سابق صدرِ شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، جز وقتی استاد، جواہر لال نہرو یونیورسٹی اور اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر۔ تصانیف: اقبال کے شعری اسالیب، دیوانِ حاتم، اقبال کے ابتدائی افکار اور اقبال کی فکری و شعری جہات وغیرہ۔

۴۔ موجودہ: پرل کانٹی نینٹل ہوٹل، واقع شاہراہِ قائدِ اعظم لاہور۔

خط: ۷

۱۔ حسرت موہانی (۱۸۷۵ء۔ ۱۳مئی ۱۹۵۱ء) اصل نام: سید فضل الحسن۔ معروف غزل گو شاعر۔ تحریکِ آزادی کے سرگرم رکن۔ تصانیف: نکاتِ سخن، مشاہداتِ زنداں، شرحِ کلامِ غالب وغیرہ۔

۲۔ محمد عبداللہ قریشی (۱۹۰۵ء ۔ ۱۲راگست ۱۹۹۴ء) ادیب، محقق اور ماہرِ اقبالیات۔ ماہ نامہ ادبی دنیا کے مدیر رہے۔ تصانیف: شاد اقبال، تاریخِ اقوامِ کشمیر، تذکارِ اقبال، حیاتِ اقبال کی گم شدہ کڑیاں، معاصرینِ اقبال کی نظر میں وغیرہ۔

خط:۸

۱۔ خط:۸ لکھ کر رکھا تھا۔ مذکورہ سفر کے سبب ڈاک خانے میں نہ دے سکے۔ واپسی پر دونوں اکٹھے بھیج دیے گئے۔
۲۔ مکتوب نگار کی کتاب۔
۳۔ مکتوب نگار کا شعری مجموعہ۔

خط:۹

۱۔ عبدالرحیم چغتائی: معروف مصور اور افسانہ نگار عبدالرحمٰن چغتائی اور ماہر اقبالیات ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے بھائی۔ مکتوب الیہ کا خیال ہے کہ آزاد صاحب نے کتاب عبداللہ چغتائی کو بھیجی ہوگی، نہ کہ عبدالرحیم چغتائی کو، کیوں کہ تینوں بھائیوں میں سے اقبال اور اقبالیات سے دلچسپی اور تعلق عبداللہ چغتائی کو سب سے زیادہ تھا۔
۲۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید (۱۲راگست ۱۹۱۹ء-۱۱رفروری ۱۹۹۵ء) عبدالمجید سالک کے فرزند۔ معلم، صحافی، مصنف، محقق۔ تحریک پاکستان کے کارکن۔ صدر شعبہ صحافت: پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ تصانیف: سرگذشتِ اقبال، وے صورتیں الٰہی وغیرہ۔
۳۔ ڈاکٹر محمد معزالدین (پ:۵رجنوری ۱۹۲۷ء) سابق ناظم: اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ سابق پرنسپل: علی گڑھ اسکول، اسلام آباد۔ تصانیف: رہنمائے سخن وغیرہ۔
۴۔ سید نذیر نیازی (۱۹۰۰ء-۲۴رجنوری ۱۹۸۱ء) معروف اقبال شناس، ادیب، محقق اور مترجم۔ استاد تاریخ و اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔ مدیر طلوعِ اسلام دہلی و لاہور۔ علامہ اقبال کے قریبی دوستوں میں تھے۔ تصانیف: اقبال کے حضور، دانائے راز، مکتوباتِ اقبال، سیاسیاتِ ارسطو، غیب و شہود وغیرہ۔
۵۔ ڈاکٹر سلیم اختر (پ:۱۱ر مارچ ۱۹۳۴ء) نام ور نقاد اور افسانہ نگار، استاد اردو زبان و ادب۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریسِ اردو پر مامور رہے۔ ایجوکیشن یونیورسٹی میں جز وقتی استاد کے طور پر فرائض انجام دیے۔ تصانیف: اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، اقبال ممدوحِ عالم، اقبال اور ہمارے فکری رویے، نفسیاتی تنقید، انشائیہ کی بنیاد وغیرہ
۶۔ کلیم صاحب: ناشر، مکتبہ عالیہ، لاہور کے مہتمم۔ ان کا قلمی نام کلیم نشتر تھا۔

خط:۱۰

۱۔ ڈاکٹر انور محمود خالد (پ: یکم مارچ ۱۹۴۰ء)۔ شاعر، ادیب اور نقاد۔ استاد و سابق صدر شعبۂ اردو: گورنمنٹ کالج، فیصل آباد انھوں نے اردو نثر میں سیرتِ رسولؐ کے موضوع پر پی ایچ۔ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ اقبالیاتی حوالے سے متعدد مضامین لکھے۔
۲۔ خالد صاحب نے جگن ناتھ آزاد کی کتاب اقبال اور کشمیر (مطبوعہ: علی محمد اینڈ سنز، سری نگر ۱۹۷۷ء) پر اپنے مضمون بہ عنوان: ''اقبال، مشاہیرِ کشمیر اور جگن ناتھ آزاد'' (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۴رجولائی ۱۹۷۸ء) میں چار سوالات اٹھائے تھے: (۱) کیا ''آں برہمن زادگانِ زندہ دِل'' سے واقعی پنڈت موتی لعل نہرو اور پنڈت جواہر لعل مراد ہیں؟ (۲) کیا ''آں جواں کو شہر و دشت و در گرفت'' سے شیخ عبداللہ (شیر کشمیر) مراد ہیں؟ (۳) کیا مُلا زادہ ضیغم لولابی دراصل سید انور شاہ کشمیری ہیں؟ (۴) کیا فی الحقیقت اقبال نے شیخ عبداللہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کر دیں؟

۳۔ اقبال اور کشمیر از سلیم گی، یونیورسل بکس، لاہور ۱۹۸۵ء (دوم)، بارِاوّل: ۱۹۷۷ء۔ مندرجاتِ کتاب: کشمیر کا مذہبی اور فکری پس منظر، کشمیر کا تاریخی اور سیاسی پس منظر، کشمیر کی تحریک حریت اور اقبال، اہل کشمیر کلامِ اقبال میں، کشمیر کلامِ اقبال میں، اقبال کے آباواجداد اور کشمیر، ساقی نامہ کا مطالعہ، تعلیقات۔

۴۔ ڈاکٹر صابر آفاقی (پ: ۹/مارچ ۱۹۳۳ء)۔ شاعر، محقق، مترجم، سفرنامہ نگار۔ تصانیف: اقبال اور کشمیر۔

۵۔ اس کتاب کی صرف ایک ہی جلد منظرِ عام پر آسکی۔ باقی کا منصوبہ تو تھا لیکن وجود میں نہ آسکیں

خط:۱۱

۱۔ قتیل شفائی (۲۴/دسمبر ۱۹۱۹ء۔ ۱۱/جولائی ۲۰۰۱ء) اصل نام: اورنگ زیب خاں۔ نام ور ترقی پسند اردو شاعر، فلمی گیت نگار۔ ماہ نامہ ادبِ لطیف، لاہور اور ماہ نامہ سنگِ میل، پشاور کے مدیر رہے۔ شعری مجموعے: جلترنگ، جھومر، گھنگھرو، آموختہ، گفتگو وغیرہ۔

۲۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم (۴/اگست ۱۸۹۹ء۔ ۷/فروری ۱۹۷۸ء) اردو، فارسی اور پنجابی کے نام ور شاعر، مترجم، نقاد۔ استاد و صدرِ شعبۂ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور۔ اقبال اکادمی پاکستان کے نائب مدیر رہے۔ کلامِ غالب و اقبال کے تراجم کیے۔ تصانیف: انجمن، دامنِ دل، نقشِ اقبال، شرحِ صد شعرِ اقبال وغیرہ۔